نشری تقریر
ڈاکٹر اسرار احمد

درسِ قرآن

سورۃ ابراہیم آیات ۲۶، ۲۷

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہِ الکریم ط

امّا بعد فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ہ

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ج وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ لا وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ہ

صدق اللہ العظیم۔

"اور گندی بات کی مثال اس گندے درخت کی سی ہے جو زمین کے اُوپر ہی سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے، اسے کوئی ثبات حاصل نہیں ہوتا۔ ثبات تو اللہ عطا فرماتا ہے اہلِ ایمان کو محکم بات کے ذریعے دنیا کی زندگی کے دوران بھی اور آخرت میں بھی۔ اور بھٹکا دیتا ہے اللہ ظالموں کو۔ اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔"

یہ ایک امرِ مسلّم ہے کہ عالمِ انسانی میں جو بھی بھاگ دوڑ اور سعی و جہد، خواہ ذاتی و انفرادی سطح پر ہو رہی ہو خواہ قومی و اجتماعی سطح پر، اُس کی اساس و بنیاد کسی نہ کسی نظریے اور فکر پر قائم ہے۔ پھر یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ نظریہ خواہ صحیح ہو یا غلط اُس کے پھلنے پھولنے، پروان چڑھنے اور برگ و بار لانے کا دار و مدار کدّ و کاوش، محنت و مشقّت اور سعی و عمل پر ہے۔ ذرا مزید غور کیا جائے تو ایک اور عظیم حقیقت جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حقیقی ثبات و قرار اور دوام و پائیداری اور انجام کار

کے اعتبار سے کامیابی وکامرانی اور نتیجہ خیزی اور بار آوری کے لیے وہ دونوں چیزیں ناگزیر اور لازم وملزوم کے درجے میں ہیں جنہیں علامہ اقبال نے 'یقینِ محکم' اور 'عملِ پیہم' سے تعبیر کیا ہے یعنی یہ کہ نظریہ اور فکر فی نفسہٖ بھی صحیح اور درست ہو، پھر اس پر یقین بھی پختہ ہو اور محنت ومشقّت بھی مسلسل اور پیہم کی جائے۔ چنانچہ یہی ہے وہ عظیم حقیقت جو سورۃ الفاطر کی آیت نمبر۱۰ میں ان الفاظِ مبارکہ میں بیان ہوئی کہ: "اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ" "یعنی کلماتِ طیّبات یا نظریاتِ صحیحہ اور افکارِ صالحہ میں از خود بھی پروان چڑھنے اور پھولنے پھلنے یا بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ کے مقامِ رفیع کی جانب صعود کی استعداد موجود ہوتی ہے۔ انہیں اگر عملِ صالح یا مخلصانہ سعی وجہد کا سہارا مزید حاصل ہو جائے تو یہ گویا نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے۔ ان دونوں کے امتزاج سے جو صورت پیدا ہوتی ہے وہ ہمیں بتمام وکمال صحابہ کرام کی مقدس جماعت میں نظر آتی ہے جس کا نقشہ سورۃ الفتح کی آخری آیت میں تو ان الفاظ میں کھینچا گیا کہ:

کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِہٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِہِمُ الۡکُفَّارَ۔

"جیسے وہ کھیتی جس نے نکالی اپنی سوئی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ گدری ہوئی اور پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ بھلی لگتی ہے کسان کو ـــــ تاکہ دل جلیں کافروں کے۔"

جس کے بعد "وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡہُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا" کے الفاظ میں متنبہ کر دیا گیا کہ یہ سب نتیجہ ہے ایمان اور عملِ صالح کے امتزاج کا ـــــ اور سورۃ النور میں ایمان اور عملِ صالح کے ذکر کو مقدم کر کے نتائج کا تذکرہ بعد میں کیا گیا، ان الفاظ میں کہ:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ۔

"اللہ کا وعدہ ہے کہ تم میں سے جو ایمان اور عملِ صالح پر کاربند ہوں گے انہیں لازماً زمین میں خلافت سے سرفراز فرمائے گا جیسے کہ ان سے پہلوں کو خلافت عطا فرمائی تھی اور ان کے لیے اُن کے اُس دین کو تمکن عطا فرمائے گا جسے اُس نے اُن کے لیے پسند فرما لیا ہے!"

پھر یہی ہے وہ حقیقت جس کے لیے سورۃ ابراہیم کی آیات ۲۴، ۲۵ میں تمثیل بیان فرمائی ہے ایک ایسے ثابت و سالم اور قائم و دائم اور مُثمر و سدا بہار درخت کی جس کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے قائم ہوں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں اور وہ ہمیشہ پھل دیتا رہے۔ بفحوائے الفاظِ قرآنی:

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا"

اور پھر اس حقیقت کو دوبارہ مؤکد فرمایا اور اس کی مزید وضاحت فرمائی۔ آیاتِ زیرِ درس میں سے دوسری آیت یعنی آیت ۲۷ میں ان الفاظ میں کہ:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

"اللہ تعالیٰ ثبات عطا فرماتا ہے اہلِ ایمان کو 'قولِ ثابت' یعنی کلمۂ توحید یا کلمۂ ایمان کے ذریعے اس دُنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

واضح رہے کہ یہ ثبات اولاً داخلی یعنی قلبی اور رُوحانی ہوتا ہے جو عبارت ہے کیفیاتِ صبر و شکر، تسلیم و رضا اور توکّل و تفویض سے جن کا حاصل ہے "نفسِ مُطمئنّہ" یا زوالِ خوف و حزن بفحوائے الفاظِ قرآنی: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" اور ثانیاً اس کا ظہور ہوتا ہے زمین میں غلبہ و تمکن سے جس کا ذکر ہے سورۃ محمدؐ اور سورۃ النور کی آیات متذکرہ بالا میں!

اس کے بالکل برعکس معاملہ ہے "کلمۂ خبیثہ" یعنی باطل افکار و نظریات یا ملحدانہ و مشرکانہ عقائد و خیالات کا، کہ نہ تو خود ان میں ثبات و دوام کی استعداد ہوتی ہے، نہ ہی کوئی سعی و جہد ان کے لیے مستقل سہارا بن سکتی ہے۔ چنانچہ ان کی حیثیت اس عمارت کی سی ہوتی ہے جس کی بنیاد ہی کوئی نہ ہو اور سیلاب کا ایک ریلا بھی اسے زمین بوس کرنے کے لیے کافی ہو۔ یا اُس پودے کی سی ہوتی ہے جس کی جڑیں گہری نہ ہوں اور اسے بآسانی ایک ہی جھٹکے سے زمین سے اکھاڑ پھینکا جائے

مولانا محمد تقی امینی

سورۃ البقرۃ آیات ۲۵۳ تا ۲۵۸

دین اور اس کی دعوت کے چند اہم مسائل

اوپر قوموں کی موت و حیات کے سلسلہ میں جنگ و قتال کا ذکر تھا۔ اب دین کی دعوت کے مسائل بیان کیے جا رہے ہیں، تاکہ دوسری باتوں کی وضاحت کے ساتھ یہ بات بھی صاف ہو جائے کہ جنگ و قتال کی اجازت شر و فساد ختم کرنے کے لیے ہے، دین کی دعوت اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے پیغمبروں کا ذکر ہے جو دین کی دعوت پیش کرنے والے تھے اور جن کی فضیلت و بزرگی ایسی مسلّم تھی کہ ان سے دور دور یہ توقع نہ تھی کہ اخلاق و محبت کے بجائے جنگ و قتال والے دین کی دعوت دیں گے۔ پھر آپس میں اختلاف اور جنگ و قتال کی وجہ بتائی گئی ہے۔ اس کے بعد دعوت کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ہے کہ اس کے بغیر یہ مہم سر نہیں ہو سکتی ہے۔ پھر اللہ کی عظمت و بڑائی کا اس انداز سے تذکرہ ہے کہ اس کے بھیجے ہوئے دین کی طرف جنگ و قتال کی نسبت خود اس کی توہین ہے اور اس کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ ان سب کے بعد وہ اصل بات کہی گئی ہے کہ اوپر جنگ و قتال کی اجازت کے بعد اس کے کہنے کی شدید ضرورت تھی اور جس کے بغیر دین کے بارے میں غلط فہمیوں کا اندیشہ تھا۔ وہ یہ کہ "دین میں کوئی جبر و زبردستی نہیں ہے۔"

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ
بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ
اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا
الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ
فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ
وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ
اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ ع

" یہ سب ہمارے رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی - ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے (دوسری باتوں میں) درجے بلند کیے، اور ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو ہدایت کی کھلی ہوئی دلیلیں دیں اور ان کو جبریلؑ سے (خاص طور پر) قوت پہونچائی اور اگر اللہ چاہتا تو جو لوگ ان پیغمبروں کے بعد آئے وہ آپس میں نہ لڑتے باوجود اس کے کہ ان کے پاس دلیلیں آچکی تھیں، لیکن انہوں نے اختلاف کیا، پھر ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا - اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کے لڑنے کی قوت ہی ختم کر دیتا، پھر نہ لڑ سکتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے -[۲]

اے ایمان والو، جو ہم نے تمہیں مال دیا ہے، اس میں سے خرچ کرو، اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ کوئی دوستی کام آئے گی، اور نہ کوئی سفارش ہوگی - اور اس سے انکار کرنے والے ہی